مولای صل وسلم دائما ابدا | درسِ حدیث | علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرتِ اَقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 72 سائیڈ A 1987 - 07 - 19)

''مہر'' کی شناخت بحیثیتِ ''پیغمبر'' نہ کہ بحیثیتِ ''بادشاہ''

یہ نہیں فرمایا کہ اپنی حکومتیں میرے سپرد کردو بلکہ فرمایا کہ اِیمان لاؤ اللہ پر

چین کے بادشاہ کو دعوتِ اِسلام ۔ نسب بدلنا گناہ ہے

غلامی ہزاروں سال پرانا عالمی رواج تھا

اِسلام نے غلام اَور باندیوں کو اِنسانی حقوق دِلائے

اِسلام پر اِعتراضات تاریخی خیانت ہیں ! کفار ہی غلام کیوں بنے ؟

اہلِ یورپ کے سر اَور بازو ننگے رکھنے کی وجہ !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی یہودی یا عیسائی اَگر مجھ پر اِیمان لائے بغیر مرجائے گا تو اہلِ نار میں ہوگا کیونکہ رسولِ کریم علیہ الصلوة والتسلیم کا پیغام ہر کسی کو ساری دُنیا میں پہنچا ہے۔

جب صلح حدیبیہ ہوئی یعنی سن ٦ ھ میں اہلِ مکہ سے ایک معاہدہ ہوگیا جس کی رُو سے یہ طے پایا کہ

آپس میں نہیں لڑیں گے، معاملات گفتگو سے طے کریں گے اَور جو دوست قبائل ہیں مسلمانوں کے یا کفارِ مکہ کے اَگر اُن میں جھگڑا ہوگا تو ہم تصفیہ کرائیں گے، یہ نہیں ہے کہ اَپنے دوست قبیلے کی لڑائی میں مدد شروع کردیں، اِس طرح کا معاہدہ ایک طے ہوگیا۔ بہت عرصے سے قریش کے تجارتی سفر بند تھے وہ کھل گئے، جانے آنے لگے وہ۔

اِدھر اِس عرصہ میں رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے بھی اِسلام کے لیے (دیگر سلطنتوں کو) دعوت دینے کا کام کیا اَور چاہا کہ والا نامہ تحریر فرمائیں، دُنیا میں جہاں جہاں حکومتیں تھیں وہاں آپ نے والا نامے تحریر فرمائے۔ لوگوں نے بتایا کہ بادشاہ جو ہیں وہ تو اَگر کوئی خط مہر لگا ہوا ہو تو پڑھتے ہیں مہر نہ ہو تو نہیں پڑھتے تو رسولِ کریم علیہ الصلوۃ التسلیم نے مہر بنوائی، مہر پر جو نقش تھا وہ نقش بادشاہ کے نام کا نہیں تھا بلکہ اُس پر نقش تھا

" محمد رسول اللّٰہ "

یعنی خدا کے پیغامبر کی حیثیت سے اَپنے آپ کو آپ نے ظاہر فرمایا، یہ نہیں فرمایا کہ اَپنی اَپنی حکومتیں میرے حوالے کردو، نہیں کوئی تعلق نہیں حکومت سے اَلبتہ بندے اَور خدا کے دَرمیان تعلق کا صحیح ہونا یہ آقائے نامدار ﷺ نے اَپنی دعوت میں رکھا ہے جگہ جگہ۔

چین کے بادشاہ کو دعوت :

حتی کہ میں نے پڑھا ہے کہ چین میں بھی آپ نے والا نامہ بھیجا ہے، یہ نہیں ہے کہ بڑی معروف سلطنتیں جو تھیں وہیں تک بات رہی ہو ''کسریٰ'' اِیران (فارس [1]) کا بادشاہ، ''قیصر'' یورپ اَور ایشیاء کا مشرقِ وسطیٰ کا بڑا بادشاہ تو اِس میں رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ فقط اُن ہی تک بھیجے بلکہ جو اَور بادشاہ تھے وہاں کے جیسے ''نجّاشی'' کو جو شاہِ حبشہ تھا اَور اِسی طرح مصر کے بادشاہ ''قِبط'' [2] کو

---

[1] فارس، پارس۔ اِیران کا پرانا نام جسے ۱۱؍مارچ ۱۹۳۵ء کو بدل کر ''اِیران'' رکھ دیا گیا۔ (فیروزُ اللغات)
اِیران فارسی لفظ ''آریانا'' (بمعنٰی آریوں کی سرزمین) سے ماخوذ ہے۔ (فیروزُ اللغات)

[2] مصر کے بادشاہ کا لقب ''عزیز'' اَور قبط کا لقب ''فرعون'' ہے، مصر کے عیسائیوں کے ایک فرقہ کو بھی ''قبط'' کہا گیا ہے۔ (منجد) مصر کا پرانا نام بھی ''قبط'' (COPT) تھا۔ (فیروزُ اللغات)۔ محمود میاں غفرلہٗ

اِمامِ اعظمؒ کے اُستاد اِمام شعبیؒ رُوم کے سفر پر :

اَور رُومیوں کے پاس تو وہ والا نامہ محفوظ رہا ہے رُوم میں بہت عرصہ تک ہارون رشید کے زمانے تک ،عبدالملک اِبن مروان یہ ہارون رشید سے پہلے گزرے ہیں یہ بنواُمیہ کی سلطنت کے بانی گویا ایک طرح کے ہیں ، بہت سمجھدار آدمی تھا، جرنیل اِس کا بڑا ظالم تھا حجاج اِبنِ یوسف جدھر سخت کارروائی کرنی ہوتی تھی اُسے بھیجتا تھا اُس کے دَور میں اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اُستاد ہیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ اِن کو عبدالملک اِبن مروان نے پیغام دے کر بھیجا رُوم کیونکہ یہ (رُومی) لوگ سارا علاقہ شام کا جس میں لبنان، فلسطین، اُردن اَور صحرائے سینا سارا حصہ داخل ہے یہاں سے (پسپا ہوکر) چھوڑ چکے تھے اَور اُوپر شمال میں ترکی کا حصہ اَرضِ رُوم جسے کہتے ہیں وہ بھی چھوڑ دیا اَور اُس کے بعد پھر آگے تک یہ پہنچ گئے پھر اَپنی جگہ اِنہوں نے اِٹلی میں بنالی جو رُوم کہلاتا ہے یہ اِن کا پرانا مرکز چلا آرہا ہے تو وہاں بھیجا اُنہوں نے (شعبیؒ کو)، اُس نے بڑی تعظیم و توقیر کی، روکنا چاہا اِنہیں کہ آپ مزید رُکیں مزید ٹھہریں مگر نہیں، سرکاری کام جو ہوتا ہے اُس میں تو پھر ایسے نہیں ہوسکتا کہ آدمی اپنی مرضی سے ٹھہرے وہ تو جواب جو ہو وہ فوراً لانا ہوتا ہے مگر اُس کے اِصرار پر کچھ ٹھہرے۔

رُومیوں کی والا نامہ سے عقیدت کی وجہ :

ایک اُس نے لالچ بھی دِلایا کہ آپ کو ایک چیز دِکھاؤں گا ! وہ چیز جو دِکھائی اُس نے وہ تھا رسول اللہ ﷺ کا والا نامہ جو آپ نے بھیجا تھا ''ہرقل'' کے نام جس کا مضمون چھپتا بھی ہے اَور فوٹو بھی اُس کا چھپتا ہے وہ اُنہوں نے تعظیم کے ساتھ رکھ رکھا تھا اُن کا یہ خیال تھا کہ جب تک ہم اِس گرامی نامے کی تعظیم کرتے رہیں گے ہماری حکومت چلتی رہے گی حکومت کا وجود رہے گا اِس لیے وہ تعظیم اُس کی کرتے تھے۔ اُنہوں نے وہ دِکھایا۔

حضرت شعبیؒ کے خلاف رُومی بادشاہ کی ناکام عیاری :

پھر ایک خط دیا مہر شدہ جسے کوئی نہ پڑھے، یہ بھی نہ پڑھیں علاوہ جواب کے یا جواب کے

ساتھ بہر حال وہ لاک تھا ایک طرح کا، وہ لا کر اِنہوں نے پیش کر دیا عبد الملک کے پاس۔تو عبدالملک نے وہ پڑھا اَور پڑھ کے پوچھا اِن سے کہ پتہ ہے آپ کو کہ اِس میں کیا لکھا ہے ؟ اِنہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں، اِنہوں نے کہا اِس نے یہ لکھا ہے کہ یہ آدمی جنہیں آپ نے بھیجا ایسے ہیں ایسے ہیں بہت سمجھ دار بہت ہی تعریف کی اَور اِتنے سمجھ دار ہیں کہ ایسے شخص کے موجود ہوتے ہوئے آپ کی قوم نے کسی اَور کو کیوں بادشاہ بنایا کیوں اَپنا اَمیر بنایا یہ اَمیر کیوں نہیں ہوا، یہ کیوں رہ گیا ؟ ایسا مضمون اُس میں تھا تو پوچھا اِن سے کہ آپ سمجھے کہ کیا مطلب ہے اِس کا ؟ اِنہوں نے کہا کہ آپ ہی اِرشاد فرمائیں تو بادشاہ نے کہا کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دِل میں تمہاری طرف سے برائی پیدا ہو کہ یہ آدمی اِس قابل ہے اِتنی صلاحیتوں والا ہے کہ یہ میرا ملک چھین سکتا ہے تو میں تمہیں زندہ ہی نہ رہنے دُوں مطلب اُس کا یہ ہے کہ میں اپنا ایک قیمتی آدمی ماردُوں تمہارے خلاف اُس نے مجھے بھڑکایا ہے۔

تو اِنہوں نے اُس کی تعریف کی عبدالملک اِبن مروان کی کہ یہ سمجھداری بھی آپ کا حصہ ہے خاص حصّہ ہے۔اَور واقعی یہی تھا اَور واقعی شعبیؒ بھی اِتنے ہی بڑے آدمی تھے، تابعین میں ہیں علامہ ہیں تقوٰی، طہارت، حافظہ، حدیث کی واقفیت بہت زیادہ تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی زیارت کی تھی جب وہ کوفے تشریف لائے تو، یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔

آپ کی اِنصاف پسندی اَور حجاج کے خلاف بغاوت :

بغاوت کی اِنہوں نے حجاج اِبن یوسف کے مقابلہ میں شروع شروع میں عبدالملک اِبن مروان نے اِن کو اَپنے قبیلے کا بڑا امان لیا تھا لیکن اِن کی طبیعت نہیں ملی اِن سے اَور مظالم دیکھے غلط کام دیکھے تو پھر جن لوگوں نے حجاج اِبن یوسف کے خلاف بغاوت کی اُن میں یہ بھی ہو گئے لیکن اِن لوگوں کو شکست ہوگئی، شکست ہوگئی تو یہ لوگ چلے گئے منتشر ہو گئے اَور یہ اِدھر آ گئے بخارا وغیرہ کی طرف، یہاں جہاد ہو رہا تھا اُس میں شامل ہو گئے۔

حجاج کی سی آئی ڈی اَور آپ پر ایک جرنیل کی فریفتگی :

وہاں (بخارا کی طرف) ایک جرنیل تھا اُس کو ایک قصّہ پیش آیا مسئلہ پیش آگیا اَور یہ بہت ہی مشکل بات ہوتی ہے یہ بغیر علم کے حل نہیں ہوتا علم بھی چاہیے ذہن بھی چاہیے دونوں باتیں ضروری چاہئیں، ضرورت پڑی مسئلہ کے لیے، حل کوئی کر نہ سکا، اِنہوں نے اُس کا جواب دے دیا وہ جو اِن کا کمانڈر تھا جنرل تھا بہت خوش ہوا اِن کو بلایا اِن سے باتیں کیں اِس کا پتہ سی آئی ڈی کے ذریعے چل گیا حجاج کو اُس نے کہا اِنہیں فورًا بھیجو میرے پاس۔

اِس جنرل نے اُن سے کہا کہ آپ جیسا آدمی بہت قیمتی ہے، عالم ایک دو دِن میں تو نہیں ہوجاتا ہے ایک عرصہ لگتا ہے پڑھنے میں پڑھنے کے بعد پھر پڑھانے میں وہ بہت لمبی ٹریننگ ہے اَور اِس ذہن کا آدمی کہ جو ذہنی اِعتبار سے بہت ہی کامل ہو تو اَیسوں کی تعداد اَور بھی کم ہوتی ہے تو اُس نے کہا کہ آپ کسی بھی جگہ چلے جائیں میری طرف سے اِجازت ہے رُوپوش ہوجائیں کچھ کرلیں۔

بے جگری اَور اللہ پر بھروسہ :

یہ بھی بڑے بہادر آدمی تھے اِنہوں نے کہا کہ اَگر رُوپوش بھی ہوجاؤں تو میرے جیسا آدمی چھپے گا تو نہیں جہاں بھی جاؤں گا کوئی بات پیش آجائے کوئی جاننے والا مِل جائے کچھ ہوجائے پتہ تو چل ہی جائے گا تو کیا فائدہ اُس نے بلایا ہے میں جاتا ہوں، ہونا تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، زندگی ہے تو بچ جاؤں گا نہیں تو وہ مار دے گا خیر چلے آئے یہ، گفتگو کی حجاج اِبن یوسف سے اُس کے بعد پھر اِن کو چھوڑ دیا، یہ بات جو ہے ۷۵ھ کے لگ بھگ کی ہے۔

اُس کے بعد پھر اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ بھی آیا، اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ اِن کے شاگردوں میں ہیں اِنہوں نے اِن سے حدیثیں سیکھی ہیں اَور سن ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ، سن ۶۰ھ سے لے کر ۸۰ھ تک کا عرصہ مختلف قول ہیں اِن کی پیدائش کے بارے میں،

وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے تو شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں وہ اَور یہ اُن کے بڑے اُساتذہ میں سے ہیں اَور تابعی ہیں۔

جب ہر جگہ ہر کسی کو دعوت پہنچ چکی تو اِیمان لانا ضروری ہوا :

تو مطلب یہ تھا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں رہی کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی دعوت نہ پہنچ گئی ہو جب سب جگہ پہنچ چکی ہے تو پھر اُن (یہودی اَور عیسائی) لوگوں کو اَپنے اِیمان کے بارے میں تو غور کرنا چاہیے کہ ہم اِیمان رکھتے ہیں تو کیسا اَور کس پر اَور کسے کیا کہیں ؟ کیا خدا کے بیٹا بیٹی ہو سکتے ہیں یا خدا ایک ہے، بیوی کا محتاج نہیں ہے بیوی تو آدمی اِحتیاج کی وجہ سے کرتا ہے اَولاد کو دِل چاہتا ہے وہ بھی ایک حاجتمندی ہے وہ سوچتا ہے کہ فنا ہو جانا ہے تو بعد میں میرا سلسلہ قائم رہے۔ اِس طرح کی فنا ہونے والی جو ہیں خواہشات وہ تمام اُن میں پائی جا سکتی ہیں اَور جو باقی ہے حیّ ہے قیوم ہے وہ بے نیاز ہے۔ ایسی ذات ایک ہی بنے گی، باقی سب اُس کے بنائے ہوئے اَور اُس کی مخلوق ہیں اَور جس طرح جسے بنا دیا وہ مخلوق ہے، تو قابلِ پرستش جو ہے خالق ہے نہ کہ مخلوق، چاہے مخلوق کا کتنا بھی بڑا دَرجہ ہو جائے اُس کے دَربار میں لیکن پھر بھی قابلِ پرستش تو نہیں ہے، سب سے بڑا درجہ رسول کا ہوتا ہے قابلِ پرستش وہ بھی نہیں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے لیے سجدہ کی اِجازت نہیں دی بلکہ مصافحہ میں جو جھکتے ہیں اُسے بھی منع فرمایا کہ یہ بھی نہ کیا کرو مصافحہ کیا کرو بس، جھکا نہ کرو۔

اِسلام نے توحید بہت زبردست طرح ذہنوں میں بٹھا دی۔

ورنہ تو جہنم وجہ ؟ :

تو یہ جملہ ہے تو بڑا سخت کہ کوئی یہودی کوئی عیسائی جو دُنیا میں آ گیا ہے اَور مرتا ہے اَور اِیمان مجھ پر نہیں رکھتا وہ جہنم میں جائے گا، وجہ اُس کی ؟ وجہ اُس کی یہ ہے کہ سب جگہ آقائے نامدار ﷺ کا پیغام پہنچا ہے پھر اَگر کسی نے نہیں مانا تو اُس پر گرفت ہوگی اَور وہ گرفت سے نہیں بچ سکتا۔

پھر یہ کہ یہودی اَور نصرانیوں کو تو بڑی علامات دی گئیں اَور اِتنی شناختیں بتا دیں گئیں تھیں کہ اُن کا اِیمان نہ لانا یہ جرم ہے، اِتنی علامتوں کو جاننے کے باوجود بھی اِیمان نہ لائے یہ بڑی غلط بات ہے۔

حدیث شریف میں ایک روایت آتی ہے اَور اِس روایت کا ذکر میں اِس لیے کر رہا ہوں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ (یہاں کتاب میں تو نہیں ہے یہ روایت لیکن ویسے ہے) اِس کے راویوں میں آتے ہیں اِسمِ گرامی اِن کا عامر ہے ''شعبی'' تو اَپنے قبیلہ اَور خاندان کی طرف نسبت ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جنہیں ڈبل اَجر ملے گا ثَلَاثَۃٌ لَّھُمْ اَجْرَانِ دو اَجر ملیں گے ڈبل اَجر ملے گا ڈبل اَجر کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اُس کا ثواب بیس گنا ہوگا ڈبل اَجر تب ہوگا۔ وہ کون ہیں ؟

ایک اہلِ کتاب میں سے وہ آدمی جو اَپنے نبی پر اِیمان رکھتا ہو اَور پھر محمد ﷺ پر اِیمان قبول کرلے رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ ، اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ تو اُس نے دو کام کیے، ایک رسول اللہ ﷺ پر اِیمان لانے سے پہلے صحیح رہا پھر اِیمان قبول کرلیا تو بھی صحیح بات کی اُس نے، یہی گرامی نامے میں تحریر فرمایا تھا ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ نے کہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ اِسلام قبول کرلو سلامت رہوگے یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ تمہیں اَجر اللہ تعالیٰ ڈبل دیں گے مگر وہ بھی اہلِ کتاب میں سے تھا آیت بھی لکھی ﴿ یٰۤاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ﴾[1] یہ آیت بھی مکتوبِ گرامی میں تحریر ہے وہ رسم الخط اُس زمانے کا ہے مگر اُس کو پڑھا جا سکتا ہے۔

اَور دُوسرا اَلْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ کوئی غلام ہو اَب وہ خدا کا حق بھی اَدا کر رہا ہے اَور اَپنے آقاؤں کا حق بھی اَدا کر رہا ہے جو اُس کے مالک بنے ہوئے ہیں اُن کی خدمت بھی کرتا ہے اَور اللہ تعالیٰ کے اَحکام پر بھی عمل کرتا ہے تو ڈبل کام کر رہا ہے ایک خدا کی اِطاعت اَور ایک آقا کی اِطاعت تو دَرجہ اُس کا کیا ہوا خدا کی نظر میں، خدا کی نظر میں دَرجہ اُس کا یہ ہوا کہ ڈبل اَجر ہوگیا اُس کا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۷

اَور تیسرا وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَئُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبُھَا وَ عَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ [1] کسی کے پاس باندی تھی تو باندی کو اُس نے تعلیم دی اُس کو اَدب سکھایا، یہ اَدب ایسی چیز ہے کہ اَگر کوئی لینے والی طبیعت ہو تو لے لیتی ہے اَور نہ لینے والی طبیعت ہو تو اَچھے خاصے با اَدب لوگوں کے یہاں بے اَدب قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں، لیتے ہی نہیں، وہ تہذیب ہی نہیں قبول کرتے تو اِس نے اُس کو تعلیم دی اُس کو آداب سکھائے پھر اُس کو آزاد کر دیا پھر شادی کر لی تو اُس کو ڈبل اَجر ملے گا، ڈبل اَجر ڈبل کاموں پر ہو گیا تعلیم و تادیب اَور آزاد کرنا۔

یہ دو کام اُس نے کیے پھر شادی کرنے کے بعد اُس کا دَرجہ اَور بڑھا دیا، پہلے وہ باندی غلام جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی دُنیا میں بعد میں اُس نے اُس کو اَپنے گھر کا فرد بنالیا اِنسانی حیثیت سے اُس کو اَپنے برابر کا کرلیا اَپنے خاندان کا جز بنالیا تو اِس طرح سے دو کام جس نے کیے اُس کو بھی ڈبل اَجر ملے گا۔

اِسلام پر اہلِ یورپ کا بے جا اِعتراض :

بڑا اِعتراض کرتے ہیں یورپ والے غلامی پر کہ اِسلام میں یہ غلام بنالینا ایسی چیز ہے وغیرہ وغیرہ، بے محل اِعتراض ہے۔ یہ آج کرتے ہیں، اُس زمانے میں تھا ہی یہ دَستور، اَگر کوئی کسی کو بھی پکڑ لے اَور بیچ دے تو عیب نہیں تھا، اُس میں سارے ہی داخل ہیں۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

میں نے شاید پہلے بتایا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جنہیں ''صہیبِ رُومی'' کہتے ہیں (یہ اَصل میں عرب تھے) تو یہ اَپنے آپ کو عربی کہتے تھے اَور عربی جانتے بھی تھے اَور جب عربی بولے گا غیر عربی تو (اُس وقت تک) صرف و نحو اَور قواعد تو اِتنے نہیں تھے اِس لیے اُس میں غلطی ہوتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بھائی خدا سے ڈرو یہ نسب اَپنا تم ''عربی'' بتاتے ہو یہ کیا ہے ؟

---

[1] بخاری شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۹۷ ، مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۱

''نسب'' بدلنا گناہ ہے، اِس میں ترقی کیسے آتی ہے :

نسب کا بدلنا تو بالکل حرام ہے جو آدمی جس نسب کا ہے وہی بتائے اگر آدمی کے کام اچھے ہیں اَور نسب کے اِعتبار سے وہ نیچے دَرجے کا ہے تو کام اچھے ہونے کی وجہ سے اُس نسب کو بھی ترقی مِل جاتی ہے خود بخود اَور وہ اگر اَپنی ترقی کی خاطر اَپنا ''نسب'' بدل کر دُوسری طرف منسوب کرے اَپنے آپ کو تو وہ غلط ہے وہ حرام ہے اَور سخت عذاب ہے اُس کو۔

تو یہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ رُومی کہلاتے تھے اِن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو خدا سے ڈرو ! یہ کیا کہتے ہو ؟ اِنہوں نے کہا کہ میں سچ مچ عربی ہوں ہمارے علاقے میں رُومیوں نے حملہ کیا اَور قید کر کے لے گئے اَور پکڑ کے غلام بنائے تو میرا بچپن وہاں گزرا، وہ زبان مجھے آتی ہے اَور عربی جو اپنی خاندانی زبان ہے اُس میں میں پیچھے رہ گیا تو حقیقتًا تو میں عربی ہوں۔

تو (اِن کے بارے میں) فارسی کے بھی اَشعار ہیں۔

ع صہیب اَز رُوم و بلال اَز حبش

تو صہیبِ رُومی کہلائے۔

غلامی کا عالمی رواج اِسلام کے آنے سے صدیوں پہلے کا ہے :

تو ہمارے یہاں (تاریخ کی کتابوں میں) بالکل آسانی سے اِس بات کی مثال مِل جاتی ہے کہ جو بڑی سلطنتیں تھیں مہذب وہ بھی یہ کام کرتی تھیں کہیں چھاپا مارا اَور قید کر کے لے گئے لے جا کے غلام بنالیا بیچ دیا، اِسی طرح سے عرب بھی کرتے تھے اِنہیں کوئی اَور مِل گیا اُس کو ایسے ہی بیچ دیا، ایک قبیلہ دُوسرے قبیلہ کا دُشمن ہے اُسے جب آدمی مِل جائیں گے وہ پکڑ کر لے جائیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی غلام بنالیا گیا، نبی علیہ السلام نے آزاد کیا اَور اَپنا بیٹا بنالیا :

اِسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی پکڑا اَور بیچ دیا اِن کا حصہ جو تھا رہنے کا وہ طائف کی جانب تھا وہاں اِن کے دُشمن قبیلہ نے حملہ کیا اَور پکڑ کر لے گئے اِن لوگوں کو لے جا کر بیچ دیا اَور غلام

بنالیا، بکتے بکتے یہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے [1] والد اَور بھائی ڈھونڈتے رہے کہاں گئے کہاں گئے، کہاں گئے ! پتہ ہی نہیں چلتا تھا آخر کار پتہ چل گیا چونکہ مکہ مکرمہ میں ہر طرف سے آمدورفت تھی، یہاں اِن کو دیکھا کسی نے بتادیا کہ وہ وہاں ہیں وہ آئے اَور اُنہیں لے جانا چاہا مگر اِنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنا پسند کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت پسند آئی آپ نے اِعلان فرمایا وہاں جو دَستور تھا کَعْبَةُ اللّٰهِ کے پاس جا کر یا کیسے کہ یہ آزاد بھی ہیں اَور میرا بیٹا ہے یہ آج سے گویا مُتَبنّٰی بنالیا یعنی بیٹا۔ تو اِس طرح سے (غلام بنانے کا) ہر جگہ پر دَستور تھا تو کوئی اِسلام ہی میں نہیں تھا رواج۔

اِس عالمی رواج کی وجہ ؟ :

ایسے ہی جنگی قیدیوں کو لے جاتے اَب جنگی قیدیوں کو لے جا کے ایک تو یہ کہ کیمپ میں رکھیں کہیں جیل خانے میں رکھیں، اُن کے کھانے کا اِنتظام کریں، حفاظتوں کا اِنتظام، اِس لمبے دَھندے میں کون پڑے، اِقتصادی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو دُنیا بھر کی حکومتوں نے یہ سلسلہ کر رکھا تھا کہ جو جنگی قیدی ہیں اُنہیں بانٹ دو پبلک میں، خصوصًا جو لڑنے والے مجاہدین ہوں اُن میں بانٹ دو اُن کو دے دو، بچے ہوں، بوڑھے ہوں، عورتیں ہوں، مرد ہوں سب کو بانٹ دو، مرد غلام عورتیں باندی، اِس طرح سے کرتے تھے۔ تو اِس سے اِقتصادی مسئلہ کوئی نہیں پیدا ہوگا ایک آدمی کے حصہ میں ایک آدمی آیا وہ آدمی بھی کام کر رہا ہے غلام سے کام لے رہا ہے وہ، مزدُوری کرانی ہو کوئی اَور کام کرانا ہو، رکشہ چلوانا ہو، کوئی اَور دَھندہ اِس طرح کا جو بھی ہو یا تجارت ہو۔

---

[1] زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی رضی اللہ عنہ : مکہ کے قریب بطحاء کے مقام پر نبی علیہ السلام نے اِنہیں دیکھا کہ اِن کی سات سو درہم بولی لگائی جارہی تھی، آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اِس کا ذکر کیا تو اُنہوں نے اپنے مال سے اِن کو خرید کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔ آپ نے اِن کو منہ بولا بیٹا بنایا اَور آزاد بھی کر دیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۴۰ رقم الحدیث ۲۴۹۶) ۔محمود میاں غفرلہٗ

بڑے قابل لوگ بھی غلام بن جاتے تھے :

تو بڑے بڑے قابل بھی آ جاتے تھے اِس میں، گرفتار ہوئے ہیں اچھے بھی برے بھی، بڑی اَعلیٰ نسلوں کے بھی اَور کم خاندانوں کے بھی، جس طرح کے بھی ہوں۔

ایک عورت تھیں اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر کہا میرا جو غلام ہے وہ نجار ہے بڑا اَچھا ترکھان ہے لکڑی کا کام بنا سکتا ہے تو ممبر بنوایا تھا جنابِ رسول اللہ ﷺ نے، اِسی طرح کسی کے پاس کوئی ہنر اَور کسی کے پاس کوئی، کوئی سینگی لگانا جانتے تھے کیونکہ غلام تو وہ مختلف نسلوں کے پکڑے ہوئے آ گئے، بڑے بڑے قیمتی بھی ہوتے تھے اَب اُنہیں آپ نے بنا دیا منیجر کارخانے کا یا اَپنے کاروبار کا یا کسی بھی چیز کا لیکن ہے وہ غلام، اہلیت اُس میں ہے منیجر بن جائے گا، یہ ٹھیک ہے۔

یہ اَیاز جو ہیں محمود کے، یہ بھی غلام تھے یہاں لاہور ہی میں رنگ محل میں اِن کی قبر مبارک بھی ہے مگر بڑے اِعتماد کے اَور اِنہیں بڑا عہدہ اُس نے دیا جنرل بنا دیا تو اِس طرح سے مختلف ہوتے تھے۔ تو قوموں کو (اِس طریقہ کار کی وجہ سے غلام باندیاں سنبھالنے کے معاملہ میں اِقتصادی اَور اِنتظامی) دُشواری نہیں پیش آتی تھی لیکن یہ دَستور ایک عرصے تک رہا پھر ختم ہو گیا۔

اِسلام میں اَخلاقی قدروں کی اہمیت :

اَب جب کوئی چیز ایسی ہو کہ جو اَخلاقاً برتری کی ہو تو مسلمان کو یہ حکم ہے کہ وہ اُس سے زیادہ اَچھا برتاؤ کر کے دِکھائے جو غیر مسلم کر رہا ہو۔ تو آج اَگر یہ دَستور ہٹ گیا غلام بنانے کا اَور اَب اِن کو جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں اَور کھانا پینا رہنا سہنا سب اُن کا ایک جگہ کرتے ہیں قیدیوں ہی کی طرح سے تو ہم بھی اُسی طرح سے کریں گے اَور غلام نہیں بنا سکیں گے، اَگر وہ اِس دَستور کو توڑ دیں اَور غلام بنانا شروع کر دیں تو پھر ہم بھی کر لیں گے ایسے۔

تاریخ سے جہالت کی وجہ سے اِسلام پر اِعتراض :

اَب وہ کہتے ہیں کہ اِسلام میں یہ کیا تھا غلام بنانا ! ارے بھائی اِسلام میں کہاں تھا ساری

دُنیا میں یہی تھا کافروں میں بھی یہی تھا اَور وہ تو غلام کو آزاد کرنا یا اِس طرح سے اَپنا حصہ بنا لینا، خاندان کا جز بنالینا یہ مسائل جانتے ہی نہیں تھے، یہ تو اِسلام نے بتائے ہیں اَور اِسلام نے عبادت قرار دیا۔

اِسلام نے غلام اَور باندیاں آزاد کرنے کو رواج دیا :

حضرت علی زین العابدین یعنی علی اِبن حسین رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں ہیں وہ اَور آپ کو معلوم ہے وہ بہت بڑے عبادت گزار تھے، صاحبِ معرفت تھے اَولیاءِ کرام میں تھے حضرت علی زین العابدین اُن کو ایک حدیث پہنچی اُس حدیث شریف میں یہ تھا کہ ''کوئی آدمی اَگر غلام آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس غلام کے اَعضاء کے بدلے میں اِس آزاد کرنیوالے کے اَعضاء کو جہنم کی آگ سے آزاد کردیں گے۔'' یہ حدیث اُنہوں نے سنی اُن کے پاس ایک قیمتی غلام تھا اُس کی بہت قیمت بڑھ رہی تھی۔ حضرت عبداللہ اِبن جعفر طیّار رضی اللہ عنہ غالبًا اُس کی قیمت دے رہے تھے بہت زیادہ یہ بخاری شریف میں ہے تو بجائے اِس کے کہ وہ اُس کو بیچتے اُنہوں نے یہ حدیث سن کر اُس بہترین قیمتی غلام کو آزاد کردیا۔[1]

اِسی طرح سے (قرآنِ پاک میں فرمایا) ﴿ كَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ﴾

اَگر دیکھتے ہو تم کہ یہ کما سکتے ہیں اِن میں اہلیت ہے تو اِنہیں آزاد کردو قیمت اِن سے لے لو۔

حضرت عمرؓ نے حکماً غلام آزاد کرایا :

یہ محمد اِبن سیرینؒ جو بڑے تابعی تھے اِمام معروف ہیں محمد اِبن سیرینؒ اِن کے والد جو تھے حضرت خالد اِبن الولید رضی اللہ عنہ نے جب اِدھر حملہ کیا تھا عراق کی طرف تو اُس میں گرفتار ہو کر گئے تھے غلام تھے مگر بڑی دماغی اہلیت تھی اُن میں، کما سکتے تھے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کے وہ غلام ہو گئے اُن کی مِلکیت ہوگئے تو اَنس رضی اللہ عنہ کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ کی دُعا کی برکت سے بہت زیادہ مال بھی تھا اَولاد بھی تھی اَور مال میں برکت نمایاں تھی، ایک دفعہ پھل ہوتا ہے کسی کے یہاں باغ

---

[1] بخاری شریف کتاب العتق رقم الحدیث ۲۵۱۷

میں تو اِن کے یہاں (سال میں) دو دفعہ پھل پیدا ہوتا تھا یہ برکات تھیں جو نظر آتی تھیں۔

اِنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کما کر اِنہیں اَپنی قیمت دے دُوں، جو قیمت یہ کہیں کما سکتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بُلا کر کہا کہ دیکھو مسلمان بھی ہو گیا ہے یہ کما بھی سکتا ہے اِسے چھوڑ دو اِسے آزاد کر دو کتابت کر دو ''مکاتبت'' کہتے ہیں اِس کو کہ وہ قیمت اَپنی دے دے تو آزاد۔ اِنہوں نے منع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن پر کوڑا اُٹھایا وہ چھوٹا سا کوڑا دِرّہ کہتے ہیں وہ رہتا تھا اِن کے پاس تو حکمًا کہا کہ کرو اِس معاملہ کو طے، پھر اُنہوں نے معاملہ طے کیا اَور آزاد کر دیا اُن کو۔

غلاموں کو آزاد کرنا عبادت کا درجہ :

اِسلام میں تو یہ چیزیں بطورِ عبادت کے بتائی گئیں ہیں کہ کسی نے کوئی غلط قسم کھالی تو کیا ہے کفارہ ؟ تو غلام آزاد کرے (قرآنِ پاک میں ہے) ﴿ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ﴾

اِن چار چیزوں میں سے کوئی سی چیز کر لے تین دِن روزے رکھنے ہیں یا دس آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے یا کپڑے پہنانے ہیں یا غلام آزاد کرنا ہے، حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں لوگوں کی بعضے کچھ بھی نہیں دے سکتے تو تین روزے ہی رکھیں قسم کے کفارہ میں۔ اَور پتہ نہیں کتنی چیزوں کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کا حکم آتا ہے اَور فضیلتیں اَلگ آگئیں اِس میں۔

تو یہ ایسا اِعتراض نہیں ہے کہ جس میں مسلمان شرما جائیں یہاں سے جانے والے اِحساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتے ہیں تو شرما جاتے ہیں جواب نہیں دیتے ورنہ جوابات تو اُس کے بہت عمدہ ہیں اَور اِسلام نے تو وہ برتری دی ہے غلاموں کو کہ جو دُنیا میں اِس سے پہلے کبھی بھی حاصل نہیں رہی، کسی کو بھی حاصل نہیں رہی کبھی بھی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ نے ہدیۃً دیا :

غلاموں کا ذکر ! غلاموں کا ذکر تو ملتا ہے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو وہ جو جاریہ ملی تھیں بادشاہ کی طرف سے وہ حضرت ہاجرہ تھیں وہ جاریہ ہی تھیں بادشاہ کی باندی تھیں اُس نے خدمت میں پیش کی تھیں اَقْدَمَهَا جَارِيَةً [1] باندیوں کا اَور غلاموں کا دَستور کب سے تھا ؟ وہ تو بہت پہلے سے تھا تاریخ کے دَور سے بھی پہلے سے چل رہا ہے۔

حضرت اَبوذرؓ اَور غلام :

اِسلام نے آکر یہ شرف حاصل کیا ہے کہ اُن کو اِنسانی حق دیا مساوات دِلوائی جس کے ماتحت کوئی ہو تو اُن کو فرمایا اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ [2] حضرتِ اَبوذر رضی اللہ عنہ جو لباس خود پہنتے تھے غلام کو وہی پہناتے تھے اَور یہ حدیث سناتے تھے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو تم پہنتے ہو وہ اُسے پہناؤ جو تم کھاتے ہو وہ اُسے کھلاؤ۔

ایک پتہ کی بات ! کفار غلام کیوں بنتے رہے :

اِسلام نے بہت بڑے اِحسانات کیے ہیں اُن پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتے ہیں عجیب دَستور ہے اِسلام میں غلام بنانے کا جیسے کہ اِسلام ہی غلام بناتا تھا اَور دُوسرے نہیں بناتے تھے، اُس کی ایک وجہ ہے۔

وجہ یہ ہے کہ کوئی دوسو سال تک عیسائی تو شکست ہی کھاتے رہے ہیں غلام ہی بنتے رہے ہیں تو وہ غلام بنانا تو بھول ہی گئے نا، بہت مدت ایسی گزر گئی کہ اُنہیں فتح یاب ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی جو غلام بنائیں تو اَب اُنہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اِسلام میں یہ دَستور عجیب ہے غلام بنانے کا، اَرے بھائی تم بھی تو بناتے تھے تاریخ میں دیکھ لو ! تم بھی بناتے تھے ! بعد میں موقع نہیں ملا تمہیں،

---

[1] وَاَخْدَمَ هَاجَرَ (بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۳۵۸)

[2] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۰

شکستیں ہی نصیب میں تھیں، نکلتے چلے گئے پیچھے ہٹتے چلے گئے قسطنطنیہ میں جا کر تمہیں پناہ ملی ہے اَور پھر کمزور ہی رہے وہ عیسائی۔

موسم کے اِعتبار سے علاقوں کی تقسیم :

ہر سال لڑائیاں ہوتی تھیں ہارون رشید بھی تھے اَور لڑائیاں موسم کے لحاظ سے رکھی گئیں گرمیوں کے عرصہ میں اِدھر ترکی وغیرہ کی طرف چڑھائی کرتے تھے اَور سردیوں کے عرصہ میں اَور طرف۔

تو چونکہ دُنیا بھر کی قسمت میں غلامی آگئی تھی اِس لیے (جلن میں) اِسلام کا نام لیتے ہیں یہ ظالم۔

تو اِنہیں تاریخ کی طرف بھی توجہ دِلا دی جائے جواب میں کہ تمہیں جو یہ نظر آرہا ہے وہ اِس لیے نظر آرہا ہے کہ تم پر ایک عرصہ دَراز تک سختیاں تھیں اِس قابل ہی نہیں ہوئے کہ سر اُٹھا سکیں۔

اہل یورپ کا رہن سہن، سر اَور بازو ننگے ہونے کی وجہ :

یہ تو اَب چند سو سال سے اُٹھے ہیں اَور ترقی کی ہے اہلِ یورپ نے ورنہ تو وہ جانوروں کی طرح رہتے تھے اَور جو اِن کے یہاں تہذیب ہے وہ وہ ہے جو اِسلام نے غلاموں کی بتائی ہے، ''بازو نہیں ڈھک سکتے'' اَب اِن کے یہاں عورتیں ''بازو ننگی رکھتی ہیں'' وہی تہذیب صدیوں سے چلی آرہی ہے اِن کے یہاں، نَسْلاً بَعْدَ نَسْسلٍ مزاج بن گیا ہے اِن کا۔

غلاموں (اَور باندیوں) کا ''سر کھلا رہے گا'' (غلام عمامہ اَور باندی دوپٹہ نہیں لے سکتی) یہ اَحکام ہیں غلام اَور باندیوں کے، وہ اِن کے رہے ہیں وہ اِن کے دماغوں میں رَچ گئے ہیں اَور جب یہ ترقی پر آئے تو چونکہ اِن کا تھا ہی وہ لباس لہٰذا سب نے وہی پہننا شروع کر دیا حالانکہ وہ اِس لیے تھا کہ فرق ہو مسلمان اَور غیر مسلم کا اَور غلام کا فرق ہو اَور آزاد کا فرق ہو

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر عمل کرنے کی توفیق دے اَور اِسلام پر اِستقامت دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............ ۞ ۞ ۞